شذرات

دنیا کی سپر پاور طاقتوں کا شروع سے یہ رول رہا ہے کہ وہ تیسری دنیا کے ملکوں پر اپنے رعب بڑھانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس معاملہ میں ان کی باہمی دوڑ اب بھی جاری ہے۔ اس میں ہوتا یہ ہے کہ ایک طاقت اگر ایک ملک کے سربراہ کو اپنے زیر اثر لاتی ہے اور ان کے ذریعہ اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے آگے بڑھتی ہے تو اس پر اکتفا نہیں کرتی لیکن مستقبل کے خطرات کو سامنے رکھ کر کسی متبادل پروگرام کو بھی آگے رکھتی ہے تاکہ اگر ایک ملک کا کوئی سربراہ آگے چل کر نخرہ کرے تو متبادل نظام سے کام لیا جائے اور اس طرح دوسرا تابعدار اس کام کے لئے موجود ہو امریکا اس پالیسی میں بڑھا ہوا ہے۔

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ آج دنیا میں بنی اسرائیل اور صہیونیوں کا امریکا سے زیادہ کوئی ہمدرد نہیں۔ فلسطین میں بنی اسرائیل کی جارحیت اب تک جاری ہے۔ چند سال پہلے جو عربوں کا فلسطین تھا اس پر قبضہ جمایا گیا۔ فلسطینی عرب لاکھوں کی تعداد میں دربدر زندگی بسر کر رہے ہیں، وہ اپنے وطن کو چھوڑ کر قریبی ملک لبنان میں پناہ گزین ہوئے تو ان کو وہاں بھی آرام نہیں ہر وقت ان پر بمباری ہوتی رہتی ہے اور بہانہ یہ کہ ان سے بنی اسرائیل کو ڈر ہے کہ اگر ان کو آرام سے رہنے دیا جائے گا تو وہ طاقت حاصل کر کے مملکت بنی اسرائیل پر حملہ کر دیں گے اور یہ نہ صرف فلسطینی مہاجروں سے برتاؤ کیا جاتا ہے لیکن بنی اسرائیل مملکت کے پڑوسی عرب ملکوں کو بھی ہر وقت ڈرایا دھمکایا جاتا ہے۔ عراقی مملکت پر بنی اسرائیل کا حملہ کوئی دور کی بات نہیں ہے اور یہ سب ایک سپر طاقت کے بل بوتے پر کیا جا رہا ہے۔

کیمپ ڈیوڈ معاہدہ امریکا کی بڑی حکمت عملی اور سیاسی چال تھی کہ عربوں کو آپس میں لڑایا جائے اور مصر جیسی بڑی اسلامی مملکت کو بنی اسرائیل کا دوست اور معاون بنایا

جائے ۔ صدر ناصر مرحوم کے بعد مصر میں جو قیادت ابھری ان کو اپنا بنایا گیا اور تن تنہا دوسری عرب حکومتوں کو چھوڑ کر یہ معاہدہ وجود میں آیا ۔ مصر نے اسرائیل کو مان لیا اور جواباً مصر کو کچھ رعایات مل گئیں جو اسرائیل کو تسلیم کرنے کے مقابلہ میں ان رعایتوں کو کوئی اہمیت نہیں ۔ اس کا کیا نتیجہ نکلا؟ وہ آپ کے سامنے ہے ۔

ایک طرف شام جیسی طاقت کو بنی اسرائیل کی زد میں چھوڑ اگیا، دوسری طرف لیبیا، سعودی عربیہ، عراق اور اردن کے ساتھ جو خوشگوار تعلقات تھے ان میں فرق آگیا مسلمانوں کی باہمی کدورتیں اور کاوشیں وجود میں آگئیں خود مصر میں راسخ العقیدہ مسلمان کیمپ ڈیوڈ معاہدہ سے خوش نہ رہے وہاں کی غیر مسلم قبطیوں کی آبادی جو حکومت کی طرف دار تھی ان سے راسخ العقیدہ لوگوں کا جھگڑا پیدا ہوا یہ آگ اندر ہی اندر اس طرح سلگتی رہی کہ اس کا انجام مرحوم سادات کا سانحہ وجود میں آیا ۔

اسی اثناء میں سپر پاور طاقتیں اپنا کام کرتی رہیں وہ مصر کے اندرونی حالات سے بخوبی واقف تھیں ۔ ان کو معلوم تھا کہ وہاں ہونے والا ہے ۔ اس لئے انہوں نے پہلے سے متبادل ساتھی کی تلاش شروع کر دی تھی ۔ سوڈان کو مصر کا حلیف بنایا گیا اور ان کو لیبیا اور شام سے ڈرایا گیا ۔ کیمپ ڈیوڈ معاہدہ پر کوئی زد نہ پڑے ۔ اس لئے جناب شہزادہ فہد سے عرب اسرائیل معاملہ کے حل کے سلسلہ میں چند نکاتی فارمولا کا چرچا سامنے آگیا امریکا کی طرف سے اس پر غور شروع ہو گیا ہے، جناب ریگن محتاط انداز میں اس پر اظہار کر چکے ہیں ۔ اصل میں یہ سب سیاسی چال ہے اور سلطنت بنی اسرائیل کو بچانے اور مضبوط کرنے کے پس منظر میں یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے اسی طرح سلطنت سعودیہ جو تیل اور دوسرے معدنی ذخائر سے مالا مال ہے اس کو دام تزویر میں لایا جائے ۔ بظاہر تو مسلم حکومتوں کو یہ دکھایا جا رہا ہے کہ فلسطینی عربوں کی بھلائی کے لئے یہ سب کچھ معاہدے اور پروگرام بنائے جا رہے ہیں لیکن یہ سب اسرائیل کو بچانے یا در فل رکھنے اور عرب ریاستوں پر ان کی بالا دستی قائم کرنے کے لئے حیلے اور سیاسی حربے ہیں ۔

اچھا ہوا کہ لیبیا کی طرف سے یہ اعلان ہو گیا ہے کہ ہم کسی بھی مسلم حکومت پر حملے نہیں کریں گے

کچھ پہلے جو سوڈان کی طرف سے لبیا کے حملے کا خطرہ بتایا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ کہا گیا کہ وہاں سے تخریب کار سوڈان پہنچ رہے ہیں ہم ان کا سد باب کریں گے۔ اب شکر ہے کہ وہی سوڈان یہ اعلان کر رہا ہے کہ لبیا سے حملے کا کوئی خطرہ نہیں اور نہ ہی وہاں سے کوئی تخریب کار آئے ہیں وغیرہ۔ اسی طرح مصر کی نئی قیادت کی طرف سے اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ سیاسی چال تھی۔ جو عربوں کو آپس میں لڑانے کے لئے کی گئی تھی۔

عراق، ایران جنگ کو کافی مدت گذر چکی ہے مسلم حکومتوں سے جن میں پاکستان پیش پیش ہے یہ کوشش ہوتی رہی کہ ان دونوں مسلم حکومتوں میں صلح قائم کی جائے اور جنگ بندی وقوع میں آئے۔ یورپ کی کچھ حکومتوں نے بھی اس سلسلہ میں کافی کوشش کی لیکن آج تک اس کا کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ پروپگنڈہ دونوں طرف سے جاری ہے۔ کوئی واضح پوزیشن اب تک ہمارے سامنے نہیں آئی، لیکن افسوس ہے کہ یہ دونوں مسلم حکومتیں جو تیل اور دوسرے ذرائع آمدنی سے مالا مال اور زرخیز خطوں کی مالک ہیں وہ اپنی ساری قوت باہمی لڑائی پر خرچ کر رہی ہیں۔ کاش یہ دونوں حکومتیں مل بیٹھ کر صلح صفائی کر لیتیں اور اپنے بے پناہ قوت کو مظلوم فلسطینی عربوں کی حمایت میں خرچ کرتیں تو آج اسرائیل مسلمانوں کو باہمی جھگڑوں میں پھنسا سکتا اور نہ کسی سپر پاور طاقت کو ان کے اتحاد کو توڑنے کی جرأت ہوتی۔

فلسطین کا سالہا سال کا الجھا ہوا معاملہ ابھی جوں کا توں باقی تھا تو ادھر افغانستان کے مہاجرین کا معاملہ سامنے آ گیا۔ لاکھوں کی تعداد میں اتنے پناہ گزین دنیا کے کسی ملک میں دیکھنے میں نہیں آتے اس کا بڑا بوجھ ہمارے ملک پاکستان پر پڑ رہا ہے۔ بظاہر تو یہ مسئلہ اتنا الجھا ہوا ہے کہ کسی حل کی صورت نظر نہیں آتی۔ کیونکہ جس طرح فلسطین کے مسئلہ کا تعلق ایک سپر طاقت امریکا سے ہے تو افغانستان کا مسئلہ دوسری سپر طاقت روس سے وابستہ ہے۔ اللہ رحم فرمائے آمین۔